نبی اکرم ﷺ کا پیغام انسان دوستی، رواداری اور بھائی چارہ

پروفیسر ڈاکٹر محمد خالد مسعود
چیئرمین ،اسلامی نظریاتی کونسل
اسلام آباد۔

سیرت نبی اکرم کے حوالے سے جب انسان دوستی اور اس طرح کی اصطلاحات استعمال ہوتی ہیں تو عام طور پر اہل علم اس بات کی طرف توجہ دلاتے ہیں کہ ان اصطلاحات کا تعلق جدید دور سے ہے اور یہ کہ سیرت پاک کو جدید فکری حوالوں سے پیش کر نے میں بہت سی غلط فہمیاں پیدا ہو سکتی ہیں۔ اس لئے احتیاط ضروری ہے۔ انسان دوستی در اصل ہیومنزم کا ترجمہ ہے۔ بابائے اردو مولوی عبد الحق نے ہیومنزم کے مختلف مفہوم بیان کئے ہیں۔ ایک عام مفہوم یعنی انسان دوستی، دوسرے اس کا نظریاتی مفہوم یعنی مسلک انسانیت جس سے مراد وہ فلسفہ انسانیت ہے جس کی رو سے انسان کی ذات کائنات کا مرکز ہے۔ اس لئے بجائے عالم آخرت یا عالم طبعی کے مجموعی انسانی زندگی کا مطالعہ اور اس کی ترقی کی کوشش کرنا چاہئے۔ انہوں نے اسے ایک مذہب بھی بتایا ہے جس کا پیرو کسی ما فوق الادراك ہستی کا قائل نہیں ہوتا بلکہ انسانی فلاح و بہبود کی کوشش کو ہی ذریعہ نجات سمجھتا ہے۔ اس کا ایک اور مفہوم وہ رجحان ہے جو علم و ادب میں ابھرا جس نے عیسائی مذہب کی پابندیوں کے بر خلاف یونان اور روم کے علم و ادب کا مطالعہ کرنے کی طرف توجہ دی۔

اس میں شک نہیں کہ ہیومنزم ایک فکری تحریک ہے جو یورپ میں چودھویں اور پندرہویں صدی میں ابھری اور اس کے اثرات براہ راست یورپ کی مذہبی سوچ، فلسفے، فنون لطیفہ اور علم و ادب پر پڑے۔ لیکن یہاں یہ نہیں بھولنا چاہئے کہ یہ تحریک یورپ کے ایک مخصوص تاریخی اور فکری پس منظر میں سامنے آئی جس میں دینی قیادت بالخصوص کلیسا یورپ کی سماجی اور فکری ترقی میں سب سے بڑی رکاوٹ بنا ہوا تھا۔ چنانچہ انسان دوستی کی یہ تحریک بغاوت کی تحریک کی شکل اختیار کر گئی جس کا ہدف دینی قیادت اور اقتدار تھا۔ اسی تحریک نے علم و ادب اور فنون لطیفہ میں نشأۃ ثانیہ کی تحریک کو جنم دیا جس نے زندگی کو کلیسا کے مخصوص نقطہ نظر سے دیکھنے کی بجائے یونان اور روم کی قبل از مسیح غیر دینی تہذیبوں کو دوبارہ زندہ کرنے کی کوشش کی۔ اس خاص پس منظر میں انسان دوستی کی فکر کا محور انسان کی عظمت تو تھا لیکن اس نئے تصور کائنات میں مرکزی مقام خدا اور مذہب کی جگہ انسان کو دیا گیا۔ کلیسا کے اقتدار سے بغاوت کے پس منظر میں یہ تصور کائنات قابل قبول بننے میں دیر نہیں لگی۔

اسلام کے حوالے سے بات ہو تو یقینًا یہ واضح کرنا ضروری ہے کہ انسان دوستی کا لفظ کونسے مفہوم میں استعمال ہو رہا ہے۔ اس حوالے سے دو بنیادی باتیں قابل ذکر ہیں۔ ایک تو اسلام اور سیرت النبی کے ضمن میں انسان دوستی کا حوالہ ہیومنزم کی تحریک کے یورپی پس منظر خصوصا خدا اور دین سے بغاوت سے تعلق نہیں رکھتا۔ اسلام نے جو معاشرہ ترتیب دیا

اس میں ایسے دینی اقتدار نے کبھی جگہ نہیں پائی جس کے خلاف بغاوت کے لئے مذہب یا خدا سے بغاوت ضروری ہو جائے۔ دوسرے اسلام اور سیرت النبی میں انسان دوستی کا مفہوم عظمت انسان کے ان بنیادی اصولوں سے تعلق رکھتا ہے جو انسانی مساوات، بھائی چارے اور رواداری سے عبارت ہیں۔یورپ کی ہیومنزم کی تحریک کے اصلی اہداف بھی یہی تھے لیکن جب کلیسا نے اپنے اقتدار کو قائم رکھنے کے لئے اس تحریک کی مخالفت کی اور فکری آزادی کو اپنے لئے خطرہ سمجھا تو فطری طور پر اس تحریک نے مذہب سے بغاوت کی شکل اپنائی۔

اس لحاظ سے سیرت النبی کا انسان دوستی کا پیغام یورپ کی ہیومنزم کی تحریک کا پیش رو ٹھہرتا ہے۔ نبی اکرم نے انسان دوستی کا یہ پیام صدیوں پہلے دیا ۔ یورپ میں کلیسا کے اقتدار کے خلاف آواز چودھویں صدی میں بلند ہوئی لیکن قرآن کریم نے صدیوں پہلے یہود و نصاری میں کلیسائی اقتدار اور رہبانیت کی اس روایت کو بدعت قرار دیا جسے قطعاً تائید الٰہی حاصل نہیں تھی۔دینی اقتدار کی یہ شکل توحید الٰہی کے عقیدے سے بغاوت تھی۔ قرآن کریم میں ارشاد ہوا:

اتخذوا احبارھم و رھبانھم ارباباً من دون اللّٰہ (التوبہ: ۳۱)

انہوں نے اپنے مذہبی پیشواؤں کو اللہ کے
سوا خدا بنا لیا ہے۔

ان پیشواوں پر تنقید کرتے ہوئے مسلمانوں کو متنبہ فرمایا؛

یا ایھاالذین آمنوا ان کثیرا من الاحبار والرھبان لیاکلون اموال

الناس بالباطل و یصدون عن سبیل اللّٰہ (التوبہ:۳۴)

اے مومنو! ان مذہبی پیشواوں میں سے اکثر لوگوں کا مال ناحق کھاتے ہیں اور ان کو راہ خدا سے روکتے ہیں۔

نبی اکرم ﷺ نے توحید کا پیغام دیا جو ہندوپنڈتوں، مسیحی پادریوں ، یہودی ربانیوں ،اور افریقہ کے جادوگروں اور سیانوں اور وسط ایشیا کے شامانوں کے دینی اور روحانی اقتدار کونہیں مانتا۔ اس کی جگہ دینی امور میں اہل علم کی علمی رہنمائی کی بات کرتا ہے۔جو کائنات پر فکر و تدبر کی دعوت دیتا ہے۔ جو وحی ربانی کو عقل کے مخالف نہیں سمجھتا۔ جو انسانوں کو ذات پات ، رنگ و نسل، اور حسب نسب کے خانوں میں تقسیم نہیں کرتا۔ جو تمام انسانوں کو نفس واحدہ کی اولاد قرار دیتا ہے۔ جو نسل انسانی کی وحدت کے ساتھ ساتھ تمام مذاہب کی وحدت پر زور دیتا ہے۔ جو کرامت انسان کا قائل ہے لیکن انسانوں کی خدائی کی تردید کرتا ہے۔ جو تقوی کو وجہ فضیلت بتاتا ہے۔ جو قانون کی حکمرانی کی بات کرتا ہے۔جو انسان کو زمین پر اللہ کا نائب قرار دیتا ہے۔ جو انسان کا مقام اس کے رنگ، نسل، مذہب اور علاقے کی بنیاد پر نہیں بلکہ اس کے انسان ہونے کی بنیاد پر مانتا ہے۔

سچ پوچھیے تو آج کے دور میں مسلمانوں کی ذمہ داری بنتی ہے کہ اسلام کی انسان دوستی کے اس پیغام کو عام کریں تاکہ یورپی ہیومنزم نے توحید ربانی سے ہٹ کر اور تقوی کی ذمہ دار ی اور انکساری سے دور جس متکبرانہ اور استعماری انسان دوستی کو رواج دیا ہے اس کا کچھ مداوا ہو سکے۔

(۱۹ اپریل ۲۰۰۵:مرکزی امام حسین کونسل قومی عید میلاد النبی کانفرنس ، اسلام آباد)